تفسیر احمد

سُورَةُ النَّازِعَاتِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «النازعات» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

سورة النازعات

پاره 30

یہ سوره مکہ میں نازل ہوئی ہے اور (۴۶) آیتوں پرمشتمل ہے

وجه تسمیه :

اس سورت کا آغاز رب تعالی کا (النازعات) پرقسم کھانے سے ہواہے، جس سے مراد بنی آدم کی ارواح قبض کرنے والے فرشتے هیں، جس کی مناسبت سے سورت کا نام "النازعات" رکھا گیاهے ۔

اس سورت کا دوسرا نام " الساهره" یعنی (محشرکی زمین) هے، جس کا بیان آیت "14" میں آیاهے ۔

سورة النازعات کا سورة النبأ کے ساتھ ربط ومناسبت:

الف : دونوں سورتوں کا موضوع اور محور ایک جیساهے، دونوں میں قیامت اور اس کے حالات، اور متقیوں کے اعمال اور مجرموں کی باری تعالٰی کی بارگاه میں واپسی کے بارے میں بحث هوئی هے۔

ب : نیز، دونوں سورتوں کا آغاز اور اختتام ایک مشترکه موضوع کو بیان کرتاهے۔

سورة النازعات کی آیات ، حروف اور الفاظ کی تعداد:

سورة النازعات مکی سوتوں میں سے ہے، اس سورت کو" ساہره" بھی کہاجاتاہے۔

یه سورة النبأ کے بعد اور سورة الانشقاق سے پهلے نازل ہوئی ہے ۔

سخاوی رحمہ الله اس سورت کے متعلق کہتے ہیں: یه سوره بعد از سوره "نبأ" اور سوره "انشقاق" سے پهلےنازل ہوئی هے۔

اس سورت کے دو (۲) رکوع، (۴۶) آیتیں ، (۱۸۱) الفاظ، (۷۹۱) حروف ، اور (۳۴۰) نقطے ہیں۔

(یه بات ذکر کرنا لازم هے که علماء کے اقوال سورتوں کے حروف کی تعداد گننے میں مختلف هیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے سوره "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)۔

اسباب نزول

آیت "12" کا سبب نزول:

سعید بن منصور نے محمد بن کعب سے روایت کیا هے: جب رب تعالی نے (يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ۝۱۰) آیت "10" نازل فرمائی تو کفار قریش نے کہا: اگر مرنے کی بعد دوباره زنده هوگئے تو هم سراسر خسارے میں

(c) ketabton.com: The Digital Library

هونگے ، ان کے اس قول کے بعد یه آیت نازل ہوئی: (قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ
خَاسِرَةٌ ۱۲)

اسباب نزول آیت "42 تا 44:

حاکم اورابن جیریر حضرت عائشه رضی الله عنها سے روایت کرتےہیں که پیارے رسول صلی الله علیه وسلم سے قیامت کی بارے میں کافی زیادہ سوال کیا جاتا تھا ، تب الله تعالی نے یه آیات نازل فرمائیں : (یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ۴۲) (42) فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۴۳) (43) (اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۴۴) (44) اس کے بعد ان کے سوالات کا خاتمہ هوا۔

ابن ابی حاتم جوییر کے توسط سے ضحاک اور ابن عباس رضی الله عنهم سے روایت کرتے هیں کہ مکے کے مشرکین نبی کریم صلی الله علیه وسلم سے استهزاء اور تمسخر کے طور پر پوچھتے تھے که قیامت کب قائم هوگی ؟ پهر آیت (یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ) سےسورت کے آخرتک آیات نازل هوئیں۔

طبرانی اورابن جریر طارق بن شهاب سے روایت کرتے هیں : رسول صلی الله علیه وسلم قیامت کو بهت یاد کرتے تهے، یهاں تک که یه آیت نازل هوئی، (فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا) (اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا) نیز ابن ابی حاتم نے عروة سے اسی طرح روایت کیاهے۔

سورت کاتعارف

جیساکه هم نے اوپر ذکرکیا کہ سوره "نازعات" مکه میں نازل هوئی هے، اور دیگر مکی سورتوں کی طرح یه بهی اعتقاد کے اصولوں، الله تعالی کی وحدانیت ، رسول اور پیغمبر، حشر اور جزا سے متعلق هے ۔

اس سورت میں جن مضامین اورامور پر بحث کی گئی هے وه قیامت سے متعلق امور پرمشتمل هیں۔

موت کے بعد کی زندگی اور اس کے مسائل کو مضبوط اور ناقابل تردید دلائل کو موضوع بحث بنایا گیاهے ۔

اسی طرح اس سورت میں:

(1) موکد قسمیں جو قیامت سے متعلق هیں، اوراس عظیم دن کے واقع هونےکی تاکید کرتی هیں، جیساکه هم نے کها، اس سوره شریفه کا نیک فطرت فرشتوں پرقسم کهانے سے آغاز کیاگیاهے، ایسے فرشتے جو مؤمنوں کی جانوں کو نرمی اور لطافت کے ساتھ قبض کرتے هیں، جبکہ مجرموں کے روحوں کو سختی اورشدت کے ساتھ کهینچتے هیں، نیز ان فرشتوں کی قسم کهاتاهے جو الله تعالی کے حکم پر مخلوق کے معاملات کی دیکھ بال کرتے هیں، (وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۱ وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۲ وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۳ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۴ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۵) .

(c) ketabton.com: The Digital Library

(2) اس سورت میں اس دن کے ہولناک مناظر کے کچھ حصے بیان کیے گئے ہیں ۔

(3) اس سورت میں حضرت موسی علیه السّلام اور سرکش فرعون کے واقعے کی طرف مختصر اشاره ہواھے، جو پیغمبر صلی الله علیه وسلم اور مؤمنین کیلئے تسلی کا باعث، جبکہ دھمکی ھے سرکش مشرکوں کیلئے ، اور اس بات کی طرف اشاره ھے که قیامت کا انکار انسان کو کیسے کیسے گناھوں میں مبتلا کردیتاھے ۔

(4) اس سورت میں خدا تعالی کی قدرت کے مظاھر اور مثالیں جو آسمان وزمین میں ھیں شمارکی گئی ہیں، جو قیامت اور زندگی پر اور مرنے کے بعد دوباره زنده ہونے پردلیل ہیں۔

(5) اس دن کےہولناک واقعات کے ایک اورحصے کی تفصیل ،سرکشوں کے انجام ، نیک لوگوں کیلئے اچھے بدلے اور اجرکا تذکره ۔

(6) خلاصہ کلام یہ کہ اس سورت میں اس حقیقت پر زور دیاگیاھے که اگرچہ کسی کوبھی قیامت کے وقوع ہونے کے وقت کی خبر نہیں ھے، لیکن یہ تسلیم شده بات ھے که قریب ھے ۔

سب سے اھم اور فہم وادراک کو بیدار کرنے والا نکته اس سورت میں جس کی تاکید کی گئ ھے وه یه ھے که قیامت پر یقین رکھنا چاھیئے اور اس کیلئے تیاری کرنی چاہیئے، اور اس کیلئے اس دنیا میں کچھ کام کرنا چاھیئے ،اور قیامت پر ایمان نه رکھنے والے شخص کی ضد وعناد پرتوجه نهیں کر نی چاھیئے ، اس لئے کہ اس کی ضدتکذیب اورعناد کی وجه سے ھے، جب وه اس حالت کو پهنچاھے تو اس کو جواب دینا عبث کام ھے، اور رب تعالی جو که سب سے اعلی وبهترین فیصله کرنے والاھے ایسے عبث کام کو انجام دینے سے پاک و منزه ھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سُورة النازعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًاۙ۱ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًاۙ۲ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًاۙ۳ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًاۙ۴
فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًاۘ۵ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُۙ۶ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُؕ۷ قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ
وَّاجِفَةٌۙ۸ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌۘ۹ يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِؕ۱۰ ءَ اِذَا كُنَّا
عِظَامًا نَّخِرَةًؕ۱۱ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌۘ۱۲ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌۙ۱۳ فَاِذَا
هُمْ بِالسَّاهِرَةِؕ۱۴ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰىۘ۱۵ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
طُوًىۚ۱۶ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰىؗۖ۱۷ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰىۙ۱۸ وَاَهْدِيَكَ
اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰىۚ۱۹ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰىؗۖ۲۰ فَكَذَّبَ وَعَصٰىؗۖ۲۱ ثُمَّ اَدْبَرَ
يَسْعٰىؗۖ۲۲ فَحَشَرَ فَنَادٰىؗۖ۲۳ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰىؗۖ۲۴ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ
وَالْاُوْلٰىؕ۲۵ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰىؕ۲۶ ءَ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُؕ
بَنٰىهَا۲۷ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَاۙ۲۸ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا۲۹ وَالْاَرْضَ
بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَاؕ۳۰ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا۳۱ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَاۙ۳۲ مَتَاعًا
لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْؕ۳۳ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰىؗۖ۳۴ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا
سَعٰىۙ۳۵ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى۳۶ فَاَمَّا مَنْ طَغٰىۙ۳۷ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَاۙ۳۸ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰىؕ۳۹ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ
الْهَوٰىۙ۴۰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىؕ۴۱ يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَاؕ۴۲
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَاؕ۴۳ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَاؕ۴۴ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَاؕ۴۵
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا۴۶

سورت کا لفظی ترجمه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے
وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًاۙ۱	قسم هے ان فرشتوں کی جو (کافر) بندوں کی ارواح سختی کے ساتھ کھنچنے والے هیں (۱)
وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًاۙ۲	قسم هے ان فرشتون کی جو (مؤمن) بندوں کی جان نرمی وآسانی سے کھینچنے والے هیں (۲)
وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًاۙ۳	قسم هے تیرنے والے فرشتوں کی جو تیرتے هیں (۳)
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًاۙ۴	پھر(حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں(4)

(c) ketabton.com: The Digital Library

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۵	قسم هے ان فرشتوں کے جو تمام امور کی تدبیر کرتے هیں(5)
يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۶	جس دن کانپے گی کانپنے والی(6)

یعنی : اس دن زلزله وقوع پذیر هوگا۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۷	اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (7)

پهلے زلزله کے پیچھے دوسرا زلزله آیئگا، که سارے مردے زنده هوجائیں گے اورقیامت ومحشرکا آغاز هوگا، اورهمیشه رهنے والی زندگی شروع هوجائے گی۔

قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۸	کتنے دل اس دن دهڑکتے اور پریشان هونگے (8)
اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۹	ان کی آنکھیں جھکی هوئی هونگی (9)
يَقُوْلُوْنَ ءَ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۱۰	کهتے هیں: کیا هم دوباره زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے(10)
ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۱۱	کیا جب هم هوچکے هوں گے بوسیده هڈیاں (دوسری زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے؟)(11)
قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۱۲	کہتے ہیں: یه تو پھر سے آناهوگا نقصان کا (12)
فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۱۳ [۷۹:۱۳	سوائےاس کے نهیں وه تو ایک اونچی آواز هے (13)

(ان کا پلٹنا کوئی مشکل کام نهیں هے) وه توصرف صور میں پھونکنے کی آواز اُٹھے گی، اور ان کی واپسی انجام پائے گی ۔

فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۱۴	پھراس وقت میدان حشرمیں آ جمع هونگے(14)
هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۱۵	کیا پهنچی هے تجھ کو موسی کے واقعے کی خبر؟ (15)
اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۱۶	جب اس کے پروردگار نے اس کوطوی کی مقدس زمین پر پکارا (16)
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۱۷	(رب نے کها) جافرعون کے پاس بیشک اس نے سرکشی کی هے (17)

(c) ketabton.com: The Digital Library

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى ۱۸	کهدو: کیا تو چاهتاهے جس چیزپر تم هو اس سے نجات پاکر پاک هوجاو (18)
وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۱۹	اور تجھ کو تیرے رب کے طرف راہ بتلاؤں تاکه تجھے ڈر هو (19)
فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۲۰	پھردکھلایا(موسی نے) اس کو بڑا معجزہ (20)
فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۲۱	پھر جھٹلایا اس نے اور نافرمانی کی (۲۱)
ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۲۲	پھر پیٹھ پھیرا اور چلا (موسی سے مقابلے کے لئے) تلاش کرتا هوا (22)
فَحَشَرَ فَنَادٰى ۲۳	پھر (جادو گروں کو) جمع کیا اور لوگوں کو بلایا
فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۲۴	پھرکها: میں هوں رب تمهارا سب سے اونچا (۲۴)
فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۲۵	پھر اسے الله نے دنیا وآخرت کے عذاب میں گرفتارکیا (25)
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۲۶	اس (موسی وفرعون کے واقعہ) میں درس عبرت هے الله سے ڈرنے والوں کیلئے (26)
ءَ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰىهَا ۲۷	تمهارا بنانا مشکل هے یا آسمان کا خدا نے اسکو بنایا؟ (27)
رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۲۸	اونچا کیا اس کی بلندی کو پھر اسکو برابرکیا (28)
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۲۹	اور تاریک کردی اس کی رات اور روشن کردیا اس کا دن (29)
وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۳۰	اس کے بعد زمین کو (بیضوی شکل میں) صاف بچھادیا (۳۰)
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۳۱	باهرنکالا اس سے اس کا پانی اورچارہ (۳۱)
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۳۲	اورپهاڑوں کومضبوط کھڑا کیا (۳۲)
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۳۳	تمهارے اورتمهارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (۳۳)

(c) ketabton.com: The Digital Library

(هم نے ان سب کو ترتیب دیاھے، اور ان کوفرمانبردار بنایاھے)

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾	جب آئے وہ بڑے حادثے کا دن (قیامت کی سخت اور ناقابل برداشت مصیبت) (۳۴)
يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾	جس دن یاد کریگا انسان اپنی کوشش کو جو اس نے کی تھی (۳۵)
وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾	اور دوزخ ظاهر کردی جائے گی دیکھنے والے کیلئے (۳۶)
فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿٣٧﴾	البتہ جس نے سرکشی ونافرمانی کی ھوگی (۳۷)
وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾	اور دنیاکی زندگی کو ترجیح دی ھو (۳۸)
فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾	توپھر دوزخ اس کا ٹھکانہ ھے (۳۹)
وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾	اور جو کوئی ڈرا ھو اپنے رب کے سامنے کھڑے ھونے سے اور روکاھو اپنے نفس کو خواھشات سے (۴۰)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾	یقینا بهشت ھی اس کا ٹھکانہ ھے (۴۱)
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾	تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ھیں کب واقع ھوگی (۴۲)
فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾	تجھ کو کیا خبر اس سے؟ (۴۳)
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾	قیامت کے واقع ھونے کے وقت کی خبرتیرے رب کے پاس ھے (۴۴)
اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾	تم تو ڈرانے والے ہواس کو جو اس سے ڈرتاھے (۴۵)
كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾	جب اس کو دیکھیں گے تو انہیں لگے گا کہ وہ ایک رات یا ایک دن نهیں ٹھهرے تھے (دنیامیں) (۴۶)

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة النازعات کی تفسیر

محترم قارئین:
آیات مبارکه "1 تا 14" الله تعالی کی مخلوقات پر پے در پے قسموں کے بارے میں آخرت میں زنده هونے کے ثبوت کیلئے ہے، اسی طرح مشرکین کے احوال اور ان کے انکارکو رد کرنے پر بحث کی گئی هی -

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے
وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًاۙ(۱)	قسم هے ان فرشتوں کی جو بندوں کی روح کهینچنے والے هیں سختی کے ساتھ ان کےاجساد سے(۱)

یا قسم هے ان کی چاہے کوئی بھی مراد ہو جو ارواح کوسختی کے ساتھ کهینچتے هیں -
النازعات: باهرکهینچنے والے ، باہرنکالنے کے معنی کے لیے یہ پانچوں لفظ مستعمل ہیں۔
نازعات ، ناشطات ، سابحات ، سابقات، مُدبّرات (تفسیر کبیر)
ان سے: فرشتے بھی مرادہیں ، اور آسمان کے ستارے، مجاهدین کے گھوڑے، انسانوں کی ارواح، غازی اورمجاہدین بھی اورانسانی دل بھی مراد لیا گیا ہے اور کبھی ان سب کے مجموعے کیلئے بھی ان کو استعمال کیا گیاہے۔
البتہ اکثر مفسرین نے ستارے اور فرشتے مراد لیے هیں، اس میں بهترین رائے "تفسیر المنتخب " کی هے، اس میں سب کا نچوڑ اور خلاصہ آ گیاهے(تفسیر نور) -
"نازعات" نازعه کی جمع هے ، اور نزع کے مادے سے هے، "نزع" یعنی : کسی چیزکو دوسری چیز سے یا کسی جگه سے سختی کے ساتھ اکھاڑنا، جبکه دوچیزیں یا کئی چیزیں ایک دوسرے سے چپکی هوئی هوں اور ان کا پیوند مضبوط هو، جن کو الگ کرنے کیلئے بهت زیاده طاقت اور قوت کی ضرورت هوتی هے، اس سے مراد فرشتوں کی جماعت هے، دوسرے لفظوں میں "نزع" کا مطلب هے روح کو جسم سے نکال دینا، اسےکنویں سے نکالنےسےتشبیه دی گئی هے؛ لهذا جوشخص جان کنی کی حالت میں هو اسے کهاجاتاهےکه حالت نزع میں هے۔
"النازعات" وه فرشته جو کافروں کے جسم سے روحیں شدّت اورسختی کے ساتھ کهینچتا هے، اورپکارتاهے : (اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ) (ابن ماجه : 4262) حکم البانی : صحیح، "أخرجي الى غضب الله" (صحیح ابن حبان:

(c) ketabton.com: The Digital Library

3014) حکم الباني : صحیح."اے خبیث روح جو بدکار انسان کے جسم میں ھو خدا کے عذاب اور غضب کی طرف بڑھو"
اور یه پکار انسان کی روح کو بهت هی بُرا چهبتاهے، جیسے روئی سے کانٹا نکالنا، خبیث اور بدکار انسانوں کی روح کا جسم سے باهر نکلنا بهت سخت هے، اور فرشتے اس کام کو سختی کے ساتھ انجام دیتے هیں ۔
غرقًا: اس کا معنی هے مکمل طورپر غرق هونا ،ڈوب جانا، گهرائی میں اترنا

وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًاۙ۝۲	قسم هے ان فرشتوں کی جو (مؤمن بندوں کی جان نرمی وآسانی سے کهینچنے والے هیں (۲)

قسم هے ان چیزوں کی (جنهیں ایسی طاقت دی گئ هے کہ جس سے اشیاء کو اپنی) جگهوں اور مقامات سے تند ہی اور مهارت کے ساتھ باهرنکالتے هیں۔
"النَّاشِطَاتِ" : وہ جو کام کو سکون واطمینان کی ساتھ لیکن بڑی مهارت اور تیزی کے ساتھ انجام دیتے هیں (تفسیر نور)۔
ایسے فرشتے هیں جو قوت اورتیزی کے ساتھ جانوں کو نکال لیتے هیں،
یا "ناشطات" ایسے فرشتے هیں جو مؤمنین کی روحیں بشارت اور نرمی کے ساتھ نکالتے اور کهتے هیں: "اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ، اخْرُجِي إِلَى رِضْوَانِ اللَّهِ": "اے پاک روح جو مؤمن انسانوں کے جسم میں هو، الله کی جنت کی طرف حرکت کرو". (ابن ماجه: [4262] حکم آلبانی: صحیح، الزهد هناد بن سری کوفی: [339] حکم سند: صحیح)
یا پهر "نشط" مؤمنین کی ارواح کیلئے اور "نزع" کفار کی ارواح کیلئے هے۔
تفسیرکابلی کے مفسر اپنی تفسیر میں اس آیت مبارکه کے تحت لکهتےهیں: ان فرشتوں کی قسم جو مؤمنوں کی روحوں کو جسم کی غلامی سے آزاد کرتے هیں، اس وقت ان کی روحیں عالم قدس کے شوق میں اتنی خوشی سے اُڑیں گی که گویا که قیدی جیل سے رها هوجائے، جبکہ بدکاروں اور ظالموں کی روحیں اس خوشی اورسعادت سےمحروم هیں، اور فرشتے اسے گهسیٹ کر لےجاتے هیں ، یه نهیں بهولنا چاهئیے که یه روح کے متعلق هےنه کہ جسم کے۔

وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًاۙ۝۳	قسم هے تیرنے والے فرشتوں کی جو تیرتے هیں(۳)

یعنی قسم هے ان سب چیزوں کی ایسی تیزرفتاری ان کو دی گئی هے جس کی روشنی میں وہ اپنی ذمه داوریوں کو بهت تیزی سے اور آسانی کے ساتھ انجام دیتے هیں۔
"وَّالسّٰبِحٰتِ" وہ فرشتے جو الله تعالٰی کا حکم سنتے هیں، مفسرین نے اس لفظ کے بارے میں درج ذیل نظریات اور تشریحات لکهی هیں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

(1) وہ فرشتے جو اللہ تعالٰی کے اوامر اور احکام سنتے اور پیروی کرتے ہیں.
(2) وہ فرشتے جو ہروقت اللہ کی تسبیح اور ذکر میں مشغول رہتے ہیں.
(3) وہ فرشتے جو وحی نازل کرتے ہیں ، جیسے: جبرئیل علیہ السلام

فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا﴿۴﴾	پھر(حکم بجالانے میں) سبقت کرتے ہیں(۴)

قسم ھے ایسے فرشتوں کی جو اللہ کے احکام بجالانے میں دوسرے فرشتوں پر سبقت کرتے ھیں،
اللہ تعالٰی کی وحی اس کے پیغمبر تک پہنچانے میں شیاطین سے سبقت لیجاتے ھیں تاکه شیاطین اسے چوری نه کریں.
مجموعی طور پر لفظ" السّٰبِقٰتِ" کےمتعلق مفسرین کی تین آراء ھیں:
1-وہ فرشتے جو جلدی سے سرعت کے ساتھ وحی لےکر انبیاء تک پهنچادیتے هیں، تاکه شیاطین کے هاتھ اس تک نه پهنچ سکیں ، اور اسے چوری نه کریں، کیونکه شیاطین آسمانوں میں اس تاک میں رهتے هیں که وحی کے مواد کو جنوں اور چڑیلوں تک پهنچائیں، توپھر "سابقات" کوچاھئیے که بهت جلد وحی پیغمبروں تک پهنچائیں، اور ان کو دے دیں، تاکه شیاطین کوچرانے اور هاتھ لگانے کا موقع نه ملے.
2-وہ فرشتے جو سرعت کے ساتھ مؤمنین کی روحوں کو جنت میں پهنچادیتے هیں.
3-وہ فرشتے جو اللہ تعالٰی کے احکام کو جلدی سن کر اس کے حکم کی تعمیل کرتے هیں، اور دوسرے فرشتوں سےسبقت لیجاتے هیں.

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا﴿۵﴾	قسم ھے ان فرشتوں کی جو تمام امور کی تدبیر کرتے ھیں (۵)

قسم ھے ان فرشتوں کی جن کو اللہ تعالی نے بهت سارے کاموں کی تدبیر کیلئے مقررکیاہے عالم بالا میں جنت اور جهنم اور جهان اسفل میں بارش ، گھاس ، پودے، هوائیں ، دریا ، حیوانات وغیرہ ۔
اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کی قسم کھائی ہے: نا زِعٰتِ ، ناشِطٰتِ ، سابِحٰتِ ، سابِقٰتِ اور مُدَبِّرٰتِ، پسندیدہ اور راجح قول یہ ہے کہ اس سے فرشتوں کی کوئی بھی جماعت مراد ہوسکتی ہے ، اور غیر فرشتوں سے بھی مراد لینا جائز ہے، اور کوئی حرج نہیں ہے ، مقصد اس کا یہ ہے کہ ہم جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات پر قسم کھائی ہے کہ دوبارہ زندہ ہونا اور قیامت قطعی اور یقینی ہے ، حق اور حقیقت پر مبنی ہے ، ان پانچ صورتوں میں جو اب قسم محذوف ہے اور اس کے معنی یہ ہیں: (زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ﴿﴾ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ﴿﴾ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۷﴿﴾)(التغابن:7) ترجمہ:"جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم تم

(c) ketabton.com: The Digital Library

ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تمھیں بتائے جائینگے - اور یہ (بات) خدا کے لیے آسان ہے۔"
ان تمام قسموں کے ساتھ وہ اپنے بندوں کو بتانا چاہتا ہے کہ اتنے سارے فرشتے پیدا کرکے وہ کچھ بھی کرنے پر قادر ہے،اور ہمیں بھی دوبارہ زندہ کرکے قبروں سے نکال سکتا ہے۔
" نَا زِعٰتِ ":وہ فرشتے جو کافروں کی روحیں نکالتے ہیں ، "نَاشِطٰتِ" : وہ فرشتے جو مؤمنین کی روحوں کو نرمی اور آسانی کے ساتھ نکالتے ہیں، "سَابِحٰتِ" :وہ فرشتے جو مؤمنین کی روحوں کو اعلیٰ ترین مقام تک لے جاتے ہیں، "سابِقٰتِ ":وہ فرشتے جو انبیاء کی طرف وحی لانے میں شیاطین پر سبقت لے جاتے ہیں ،"مُدَبِّرٰتِ" :وہ فرشتے جو ان کی سپرد کردہ چیزیں ہیں ان کی تدبیر کرتے ہیں : جیسے روحیں قبض کرنا ، بارش برسانا ، اور ہوا بھیجنا۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿٦﴾	جس دن کانپے گی کانپنے والی (۶)

اس دن زلزلہ وقوع پذیر ہوگا، (اور وہ دن قیامت کادن هے) جس دن پہلا نفخه صور میں پھونکا جائیگا اور زلزلہ کا آغاز ھوگا، دنیا تباہ ھوجائے گی اور سب مرجائینگے ۔
" الرَّاجِفَةُ"ایک خوفناک آواز جو ہر چیز کو ہلا کر رکھ دیتی ہے ، یہ وہی پہلی نفحہ ہے جو اسرافیل صور پھونکے گا ، اور سب مرجائیں گے ، اور بعث و جزا کے یہ مراحل ، جس دن پہلا پھونک "رجفہ"پھونکا جائے گا اور ساری دنیا ہل جائے گی، اور اس میں ہر چیز فنا اور برباد ہوجائے گی ، اس کے بعد دوسری پھونک "رادفہ"کے نام سے پھونکی جائے گی اور سب قبروں سے اٹھ کر زندہ اٹھیں گے ، ان دونوں نفحہ کے درمیان جیساکہ صحیح حدیث میں رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے بیان فرمایا:چالیس سال کا ہے۔

تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۭ﴿٧﴾	اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (۷)

اس کے بعد دوسری مرتبہ صور پھونکاجائیگا، پهلے زلزله کے بعد دوسرا زلزلہ آئیگا، کہ سارے مردے زندہ ھوجائینگے، اور قیامت قائم ہوگی، ا ورمحشر بپا هوگا، اور ابدی جہاں کا آغاز ہوجائیگا۔
ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "راجفہ"اور "رادفہ"دونوں سے مراد چیخیں ہیں، یعنی:دونوں نفخے ، جہاں تک پہلے نفخے کا تعلق ہے وہ اللہ کے حکم سے تمام جاندار اشیاء کو ہلاک کردے گا ، جہاں تک دوسرے نفخے کا تعلق ہے وہ اللہ کے حکم سے تمام مُردوں کو زندہ کرے گا (تفسیر قرطبی:193/19)۔
اس کے بعد درج ذیل مبارک آیات میں ان حالات اور سختیوں کا ذکر ہوا ہے جن کا منکرین کو سامنا کرنا پڑے گا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

قُلُوْبٌ يَّوْمَىِٕذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾	کتنے دل اس دن دھڑکتے اور پریشان ہونگے (۸)

بہت سارے دل جب اس ہولناک اور سخت دن کو دیکھیں گے تو پریشان ہوجائیں گے اور ڈرنے لگ جائیں گے ۔
"قلوب" قلب کی جمع، دل جمع کا صیغہ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام آدمیوں کے دل شامل ہیں، لفظ"قلوب جمع"اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کے رو سے صرف کافر، فاجر، اور منافق لوگ پریشان اور خوف زدہ ہوگے، اور نیک مؤمنین اس دن کے خوف سے محفوظ رہیں گے،سورۂ"انبیاء"میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرسکے گی اور فرشتے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے ، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دئیے جاتے رہے۔(انبیاء:103)
"واجفہ"وہ بے چین ، پریشان اور کانپتے دل ہیں جو قیامت کے خوف سے ڈرتے ہیں اور اپنے دنیاوی اعمال کے نتائج سے بھی، یہ تیسرا صور ہے۔

اَبۡصَارُہَا خَاشِعَۃٌ ۘ﴿۹﴾	ان کی آنکھیں جھکی ھوئی ھونگی (۹)

ان کی آنکھیں جھکی ھوئی ہوں گی، اور ان کے دلوں کو ڈر وخوف نے ڈھانپا ہوگا ، اوراس خوف سے لرزتے ہونگے اور ندامت وحسرت ان پر حاوی ھوگی۔
اُن کی بینائی اور آنکھیں شرمندہ اور خوف سے گر پڑی ہیں، " خَاشِعَۃٌ":ذلیل کی جگہ لفظ "خشوع"استعمال کیا؟ کیونکہ کافروں نے دنیا میں خدا کے سامنے خشوع یعنی عاجزی نہیں کی اور نہ خدا کی عبادت کی، مگر آخرت میں عاجزی اختیار کریں گے۔
گِری پڑی اور ذلت سے بھرپور آنکھیں ، کونسی آنکھیں ؟اہل ایمان کی آنکھیں بالکل بھی نہیں ہیں ،ان کی آنکھیں ہیں جو اس دن پر ایمان نہیں رکھتے تھے ، ان لوگوں کی آنکھیں ہیں جو قیامت اور حساب و کتاب پر ایمان نہیں رکھتے تھے ، یہ وہی لوگ ہیں جو دنیا میں کہتے تھے:جب ہم مرجائیں گے اور ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہوجائیں گی تو کیا دوبارہ زندہ ہوکر لوٹیں گے۔

یَقُوۡلُوۡنَ ءَ اِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَۃِ ﴿ؕ۱۰﴾	کھتے ھیں: کیا ھم دوبارہ زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے (۱۰)

کیا موت کے بعد ھم پھلی تخلیق کی طرف لوٹائے جائیں گے؟یہ استفھام انکاری ھے ، جس میں تعجب کی انتھاھے، یعنی ان لوگوں نےموت کے بعد کی زندگی کا انکار کیا، مزید اس کو ناممکن سمجھتے ہوئے کافروں نے تکذیب کی صورت میں کھا کہ: کیا بوسیدہ ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر قرطبی فرماتے ہیں:جب ان سے کہا جائے:کہ تم زندہ کئیے جاؤ گے، تو وہ انکار اور حیرت کے عالم میں کہتے ہیں، کیا ہم مرنے کے بعد پہلی حالت کی طرف لوٹ جائیں گے، تو جس طرح ہم موت سے پہلے زندہ تھے اسی طرح پھر زندہ ہوجائیں گے؟ عرب کہتے ہیں کہ:(رجع فلان فی حافر تہ) یعنی:وہ آدمی جہاں سے آیا وہاں سے ہی واپس چلا گیا۔(تفسیر قرطبی:194/19)

"الحافرہ":حَفَر،قبر،گور،"حافرہ" یہ ہر چیز کے آغاز کا نام ہے، حَفَرَ کے مادے سے ہے، حَفَرَ کے معنی کھوکھلا اور گہری جگہ ہے، حَفَرَ یعنی وہ مٹی جو کسی جگہ سے نکلتی ہے، مٹی باہر نکلنے کی صورت میں وہ جگہ کھوکھلی ہوجاتی ہے۔

ءَ اِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿١١﴾	کیا جب ہم ہوچکے ہوں گے بوسیدہ ہڈیاں (دوسری زندگی کی طرف لوٹائے جائیں گے؟) (۱۱)

کیاجب ہم بوسیدہ ہڈیوں کی صورت میں تبدیل ھوجائیں گے اور بکھرجائیں گے تو اس کے بعد دوبارہ زندگی کی طرف لوٹیں گے؟ یہ بات وہ لوگ استبعاد کے طور پر تب کہیں گے جب ان سے کہا جائے:تمہیں موت کے بعد قبروں سے اٹھا کر نئےسرے سے زندگی دی جائے گی، یعنی:کیا ہم قبروں کے گڑھے میں جانے کے بعد پہلی حالت میں واپس جاکر مرنے کے بعد زندہ کیے جائیں گے؟ محدثین لکھتے ہیں کہ:ان میں سے ایک جماعت ایک پرانی اور بوسیدہ ہڈی اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، اور اس نے اسے دبایا اورپاؤڈر بنا کراس پر پھونک ماری اور کہا : کیا یہ ممکن ہے کہ جب ہم ان پرانی اوربوسیدہ ہڈیوں میں تبدیل ہوجائیں پھر دوبارہ زندہ ہوجائیں؟ ایسے ہونا ناممکن ہے، ان کا یہ کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ لوگ قیامت کے وقوع اور معاد کو بعید از امکان سمجھتے تھے، اس لیے قیامت اور روز جزا کے منکر ہوئے۔

قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾	کہتے ہیں: یہ تو پھر سے آناہوگا نقصان کا (۱۲)

کہتے ھیں: اس وقت وہ ھما را زندگی کی طرف پلٹنا سراسر نقصان کا باعث ہوگا،اورھم اس طرح کا نقصان اور اس طرح کا کام کبھی نہیں چاھتے ۔

مذاق اڑاتے ھوئے کھتے تھے: (اگرواقعی زندگی کی طرف دوبارہ پلٹنا پڑا تو) اس صورت میں یہ ھمارا دوبارہ زندہ ھوجانا خسارے کا ھوگا، اور وہ لوگ اس بات کو بعید از امکان سمجھتے تھے کہ مرنے کے بعد اور بوسیدہ ھڈیوں میں تبدیل ھونے کے بعد اللہ تعالی انھیں دوبارہ زندہ کرسکے گا، کیونکہ وہ لوگ خداتعالی کی قدرت اورطاقت سے ناواقف تھے، اس لیے اس کے خلاف

(c) ketabton.com: The Digital Library

جسارت کررھے تھے، مردوں کو زندہ کرنا رب تعالی کیلئے آسان ھے اس بارے میں الله تعالی فرماتاہے ۔

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾	سوائےاس کے نہیں وہ تو ایک اونچی آواز ھے (۱۳)

پھر یقینًا وہ ایک اونچی آوازھے، (انکا پلٹنا کچھ مشکل نہیں ھوگا) صرف اور صرف صورمیں پھونکنے کی آواز آئیگی اور دوسری زندگی کا آ غاز ہوجائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ دوسری مرتبہ کا پھونکنا ایک آواز سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے، اور اس کی تکمیل ہونے سے ہم پر کوئی مشقت نہیں پڑے گی، جی ہاں!جب صور پھونکا جائے گا،تو ہم ان کو پہلی پیدائش کی طرح دوسری زندگی کی طرف لوٹائیں گے، اور جیسے ہم موت دیتے ہیں ویسے زندہ بھی کریں گے،"زجر" کسی کو دھتکارنا کسی جگہ سے اونچی آواز کے ساتھ

فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾	پھراس وقت میدان حشرمیں آ جمع ھونگے (۱۴)

اچانک وہ ایک چٹیل میدان میں ہوں گے، اچانک سب کے سب اٹھیں گے اور محشر کے وسیع و عریض چٹیل میدان میں کھڑے ہوں گے۔
اس مقام پر الله نے فرشتوں کی قسم کھائی ھے که وہ الله کی طرف سے سپرد کردہ ذمه داریوں کو کس تندھی او رتیزی سے مکمل کرتے ھیں ۔
اس قسم میں چند احتمالات ھیں:

(1) که جس چیزکے اثبات کے لیے قسم کھائی ھے وہ ھے بعد از مرگ زندگی اور سزاء وجزاء۔
(2) اثبات قیامت کے لیے قسمیں کھائی ھیں ۔
(3) جن امور کے اثبات کے لیے قسم کھائی گئی ھے اور جن کا قسم میں ذکر ھے وہ ایک ھی چیزھے ۔
(4) الله نے فرشتوں کی قسم کھائی تاکه فرشتوں کا وجود ثابت ھو، اس لیے که فرشتوں پر ایمان لانابھی ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک رکن ھے، اسی طرح ان فرشتوں کے ذمه لگائے گئے امور سزاء وجزاء کا ایک سبب ھے، چاھے قبل ازمرگ ھو یا بعد ازمرگ یا موت کے وقت ، یه سزا ء اور جزاء دینا بھی فرشتوں کی ذمه داری ھے ۔

"ساھرہ" سطح زمین کو کہتے ہیں، اور اکثر اس زمین کو کہا جاتا ہے جو مسلسل رات دن گھاس اُگاتی رہے، اس طرح کہ اس کو کسی قسم کا آرام اور نیند نہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہو ، ساھرہ بھی قیامت کے میدانوں میں سے ایک ہے ، کہ اس کو حاضر اور تیار کیا جائے گا ، اور انسان اس میں حساب و کتاب کے لیے صف باندھیں گے۔

محترم قارئین:

بابرکت آیات(15 تا 22) موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعے کا مختصر ذکر کیا گیا ہے:

ہَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ﴿۱۵﴾	کیا پہنچی ھے تجھ کو موسی کے واقعے کی خبر؟ (۱۵)

کیا موسی کی خبر تجھ تک پہنچی ہے ؟ یہ سوال ایک اہم معاملے سے متعلق ھے، جو واقع ھوچکاھے، یعنی: کیا اس کی خبرتجھ تک پہنچی ھے؟

واضح رہے کہ: کافروں کی طرف سے آخرت اور قیامت کا انکار اور اس کا مذاق اُڑانا، بنیادی طور پر کسی فلسفے کا رد نہیں تھا ، بلکہ یہ پیغمبر خدا کی تکذیب تھی، اور وہ سازشیں تھیں جو انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو نقصان پہنچانے کے لیے تھیں، اس آیت میں خطاب ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیت کے ارادے سے ان کے قوم کی تکذیب کے مقابلے میں ، یعنی:اے اللہ کے پیغمبر!جان لو کہ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ اسی طرح تھا ، کیونکہ اسے فرعون کی دعوت میں بھی انکار کا سامنا کرنا پڑا ، اور کافی مشکلات ان کو برداشت کرنی پڑیں،چنانچہ یہ آیت دھمکی ہے کفار کے لیے ، اگر وہ جھٹلاتے رہے تو ان کا وہی انجام ہوگا جو فرعون اور اس کی قوم کا ہوا ،جو ان سے طاقتور اور شان و شوکت والے تھے، اور خدا سبحانہ و تعالیٰ نے جس طرح فرعون اور اس کی قوم کو جہاں والوں کے لیے عبرت کا نشان بنایا، ان کو بھی ان کے انجام سے دو چار کرے گا۔

اِذۡ نَادٰٮهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾	جب اس کے پروردگار نے اس کوطوی کی مقدس زمین پر پکارا (16)

طُویٰ: وہ مقام ھے جہاں پر اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے بات کی، اور انہیں رسالت عطافرماکر برکت دی، اور وحی کے ساتھ مبعوث فرماکر انہیں برگزیدہ اور منتخب کیا۔

پھر ان سے فرمایا:

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾	(رب نے کہا) جافرعون کے پاس بیشک اس نے سرکشی کی ھے (17)

جاؤ فرعون کی طرف اس نے سرکشی ونا فرمانی کی ھے، یعنی : فرعون کے پاس جاؤ اور اس کے ساتھ مشفقانہ اور نرم لھجے میں بات کرو، اور اسے بغاوت وسرکشی اور شرک ونافرمانی سے روکو۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

لعلّه يتذكراويخشى: شايد وه نصيحت قبول كرلے يا ڈرجائے
"فرعَوْنَ"مصر کا بادشاہ:سب سے پہلا بادشاہ جس نے خود کو فرعون کا لقب دیا اس کا نام "اختاتون" تھا،اور موسیٰ علیہ سلام کے زمانے کا فرعون "رامس"تھا جو خود کو معبود سمجھتا تھا،اور کہتا: "کہ میں سب سے اعلیٰ رب ہوں تمہارا"
"أنا ربكم الاعلى"(24)فرعون کا معنی ہے: "مصر میں ایک بہت بڑا گھر یا محل"بعد میں یہ لفظ افراد کی عظمت اور بادشاہی کے لیے استعمال کیا گیا،یوسف علیہ سلام کے زمانے میں مصر کے بادشاہوں کو ملک کہا جاتا تھا، اور موسیٰ علیہ سلام کے زمانے کا بادشاہ رامس روم فرعون سے مشہورتھا انتہائی ظالم اور قدرت طلب انسان تھا،اس نے تمام سکّوں پر اپنے نام کی مہر ثبت کردی اور سب کچھ اپنے قبضے میں کرلیا ، اس وقت مصر کے لوگ دو گروہوں پر مشتمل تھے:
(1) قبطی:مصر کا مالدار طبقہ، بادشاہ(فرعون).
(2)بنی اسرائیل:مصر کے عام اور فقیر لوگ جو یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، اور یوسف علیہ السلام اور اس کے خاندان کے آنے کے بعد مصر میں رہنے لگے اور پھیل گئے.

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَـزَكّٰىۙ۝۱۸	کھدو: کیا تو چاھتاھے جس چیزپر تم ھو اس سے نجات پاکر پاک ھوجاو (۱۸)

پھر کھدو : (کیا تم چاھتے ھو ایسی خوبصورت وپسندیده عادت اپناؤ جسے عقلمند لوگ حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوش کرتے ھیں، اور وه یه ھے که) خود کو پاکیزه بنالو، اور کفر وشرک ونافرمانی کی آلودگی سے خود کو بچاکر ایمان اور نیک اعمال کی طرف چلے آئے؟
"فَقُلْ"تو کہو؛ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آیات میں دعوت کا طریقہ سکھاتا ہے، اور کہتا ہے کہ بد ترین لوگوں کے ساتھ بھی نرمی اور اخلاق سے پیش آنا چاہئیے، اس طرح پہلی فرصت میں موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم دیا گیا.

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰىۚ۝۱۹	اور تجھ کو تیرے رب کے طرف راہ بتلاؤں تاکه تجھے ڈر ھو (19)

اور تجھے رب تعالی کی طرف راه دکھاؤں، اور الله تعالی کی رضا وغضب کے عوامل تجھ کو بتاؤں؟ (فتخشى) پھرجب تم سیدھا راسته پھچان لوگے تواپنے رب کے سامنے جھک جاؤ گے ، لیکن فرعون نے اس چیز کو قبول کرنے سے انکارکردیا جس کی طرف موسی علیه السلام نے اس کو دعوت دی .

(c) ketabton.com: The Digital Library

مفسر زمخشری نے کہا ہے کہ: انہوں نے خوف کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ امر و فرمان کا معیار ہے، جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اس کی طرف سے ہر بھلائی آتی ہے، اور اس نے اپنے خطاب کو ایک ایسے استفہام سے شروع کیا ہے جو تجویز کے معنی میں ہے۔

جیسا کہ انسان اپنے مہمان سے کہتا ہے:مگر آپ ہمارے ساتھ رہنا نہیں چاہتے؟ اور اس کے پیچھے وہ نرم اور محبت بھری گفتگو لے کر آئے ہیں، تاکہ انہیں مہربانی اور نرمی سے بلائیں اور دعوت دیں اور بردباری سے اسے بغاوت اور سرکشی سے نکالیں، جیسا کہ سورہ طٰہٰ(آیت:44) میں ہے: (فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۴۴) ترجمہ:"اور اس سے نرمی سے بات کرناشاید وہ غور کرے یا ڈر جائے"

لیکن جس چیز کی طرف موسیٰ علیہ السلام نے اسے بلایا اسے قبول کرنے سے انکار کردیا۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۲۰	پھردکھلایا(موسی نے) اس کو بڑا معجزہ (۲۰)

تو (موسی) نے ایک بڑامعجزہ اسے دکھایا، موسی علیه السلام فرعون کے پاس گیا اپنے عظیم معجزہ (یعنی لاٹھی کا اژدہا بننا) اسے دکھایا۔

یہاں لفظ کا ایک حصہ محذوف ہے، یعنی:موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس گیا اسے بلایا اور اس سے بحث اور گفتگو کی، پھر جب فرعون نے ایمان لانے سے انکار کیا، تو عظیم معجزہ(اپنے رسالت کی دلیل) اسے پیش کیا جوکہ ایک لاٹھی کاچلتے ہوئے سانپ میں تبدیل ہونا تھا۔

مفسر قرطبی فرماتے ہیں:اسے بڑی نشانی دکھائی یہ معجزہ ہے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہی: آیۃ کبری سے مرادعصا ہے (تفسیر قرطبی: 202/19)

الآیۃالکبرٰی: بڑی نشانی

(1)لاٹھی جو سانپ بن گئی۔

(2)ید بیضاء: موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ جو سفید اور نورانی ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو ٹونہ عام تھا اس لیے ان کے معجزات اس وقت کے حالات کے مطابق تھے، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں علم طب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادب، فصاحت، بلاغت اور گفتگو اور الفاظ و کلمات بہت اہم اور عام تھے۔

فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۲۱	پھر جھٹلایا اس نے اور نافرمانی کی (۲۱)

لیکن اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی ، فرعون نے موسی علیه السلام کو جھوٹا کہا، اور اس کی لائی ہوئی نبوّت کو نہیں مانا، اورجو کچھ رب تعالی کی طرف سے ساتھ لائےتھےاس سے انکار کیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"فَكَذَّبَ" زبانی تکذیب، " وَعَصٰی"یعنی:عملی تکذیب: بغاوت اور سرکشی کا اعلان یہ فرعون کا سب سے پہلا انحراف تھا، اس نے جھٹلایا، واضح اور کھلی چیزوں کو جھٹلایااور سرکشی و نافرمانی کی، وہ اور بھی آگے بڑھ گیا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿٢٢﴾	پھر پیٹھ پھیرا اور چلا (موسی سے مقابلے کے لئے) تلاش کرتا ھوا (22)

لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی پیروی سے ظلم و زیادتی کے ساتھ روکا، اور لوگوں کو قتل کرکے اور غلام بنا کر زمین پر فساد شروع کیا، "ثُمَّ اَدْبَرَ"اس نے ایمان سے منہ موڑا اور ایمان نہ لایا، " يَسْعٰى"کوشش کی، اور موسیٰ علیہ السلام کی ناکامی کے بارے میں سوچا، فرعون نے اپنی پوری قوت سے کوشش کی کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کامیاب نہ ہو، واضح رہے کہ: فرعون نے عام لوگوں سے کہا: میں رب ہوں، لیکن وہ ان دو نام(میں اور رب) کا مفہوم نہیں جانتا تھا، اس لیے کہ اگر "رب" کی حقیقت کو جانتا تو کبھی مخلوق سے نہیں ڈرتا، اور اگر "میں" کا مفہوم جانتا، اگر وہ "میں" کی حقیقت سمجھتا تو حیوان جیسے محض جسم و جان کا پابند نہیں ہوتا۔

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿٢٣﴾	پھر (جادو گروں کو) جمع کیا اور لوگوں کو بلایا (٢٣)

یا یہ کہ لوگوں کو میدان میں اکٹھا کیا تاکہ جو کچھ ہورہا ہے مشاہدہ کریں، پھر وہ خود ایک پکارنے والے منادی کے زریعے پکارا اس مجمع میں۔
" فَحَشَرَ"سب کو جمع کیا،(قبطیوں کو اور بنی اسرائیل، سپاہی، جادوگروں کو)

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿٢٤﴾	پھرکھا: میں ھوں رب تمھارا سب سے اونچا (٢٤)

فرعون نے اپنے لشکرکو جمع کیا اور پکارکر ان سے کہا: (میں تمھارا سب سے اونچا رب ھوں مجھ سے بڑھ کر کوئی رب نہیں) اس نے یہ کام لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے کے لیے کیا لوگوں نے اس کی بات پریقین کیا، اور اس کے باطل کوقبول کیا، کیونکه وہ ان لوگوں کی عقلوں سے کھیل رہاتھا ۔

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾	پھر اسے اللہ نے دنیا وآخرت کے عذاب میں گرفتارکیا (25)

رب تعالٰی نے اسے دنیا وآخرت کے عذاب میں مبتلاکردیا (پھر اللہ نے اسے آخرت کے عذاب (شدید ترین عذاب) اور دنیا کے عذاب میں (دریا میں غرق کرنے کے ساتھ) پکڑا، "فَاَخَذَهُ اللّٰهُ" اللہ نے اس سے انتقام لیا تاکہ دوسروں کیلئے عبرت ہو اور ظالم لوگ توبہ کریں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

" الْاٰخِرَةِ ": آخرت "الْاُوْلٰی" دنیا، الله تعالیٰ نے فرعون کو عذاب آخرت میں تب پکڑا جب اس نے کہا: (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰی) اور عذاب اولیٰ یعنی دنیا میں جب اس نے کہا: (ما علمت لکم من الٰہ غیری) پکڑا۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ؀٢٦	اس (موسی وفرعون کے واقعہ) میں درس عبرت ھے الله سے ڈرنے والوں کیلئے (26)

یقیناً اس میں (موسی علیه السّلام اورفرعون کے واقعے میں درس عبرت ھے ان لوگوں کیلئے جو الله سے ڈرتے ھیں، الله نے موسی اور فرعون کا واقعه بیان کیا اور اس کے ذریعے یه یاد دهانی کروائی کہ فرعون کو جوسزاء دی گئی اس میں تمام سرکشوں اور جھٹلانے والوں کے لیے درس عبرت ھے ، اسی طرح اس میں قیامت کی طرف بھی توجه دلائی گئی ھے ، قیامت میں دوباره زنده کیے جانے کے امکان کی بھی دلیل ھے، اس کے علاوه انسانوں کویه بھی بتایاگیا ہے کہ الله نے انھیں کتنی نعمتیں عطاکی ھیں تا که وه شکر گزاری کریں، یه شکرگزاری الله کی معرفت کا سرچشمه ھے ، سب سے پهلے منکرین بعثت کو استفهام انکاری سے مخاطب کیا یه توبیخی اندازھے ، یعنی ڈانٹ ڈپٹ ھے که کیا تم جو مرنے کے بعد زنده هونے کو ناممکن سمجھتے هو تو کیا تمهارا پیدا کرنا زیاده مشکل ھے یا اتنے بڑے آسمان کا بیدار کرنا؟

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ؀٢٧	تمهارا بنانا مشکل ھے یا آسمان کا خدا نے اسکو بنایا؟ (27)

(اے قیامت کے منکرو!) کیا تمهاری پیدائش (دوباره مرنے کے بعد) زیاده سخت ھے ، یا اس آسمان کی تخلیق جس کو الله تعالی نے اس حیران کن عظمت اور حیرت انگیزترتیب ونظام کے ساتھ تمهارے سروں کے اوپر ایک خیمے اور چھت کی طرح قائم کیاھے؟

مفسر فخر رازی کہتے ہیں کہ: اللہ نے انہیں ایک ایسی چیز سے روشناس کرایا ہے، جسے آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے، کیونکہ جب چھوٹی اور کمزور انسانی تخلیق کا موازنہ آسمان کی تخلیق اور اس کی عظمت و بڑائی کے ساتھ کیا جائے تو انسانی تخلیق آسان ہوجاتی ہے، جب معاملہ ایسا ہو تو ان کو واپس لوٹانا بھی زیادہ آسان ہےپھر کیوں اس کا انکار کرتے ہیں؟(تفسیر کبیر:43/31)

جیسا کہ سورۂ غافر کی آیت "57" میں فرماتے ہیں: (لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ؀٥٧) ترجمہ:"آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

(c) ketabton.com: The Digital Library

" بَنٰہَا" اس نے اسے مضبوط اونچا اور بغیر ستونوں کے آپ کے سر کے اوپر بنایا، پھر مزید وضاحت کے ساتھ بیان کرکے فرماتے ہیں:

رَفَعَ سَمْكَہَا فَسَوّٰىہَا۝۲۸	اونچا کیا اس کی بلندی کو پھر اسکو برابرکیا (28)

اس نے آسمان کی اونچائی کو بڑھایا، اور اسے آپ کے اوپر بغیر دراڑ اور سوراخ کے چھت بنایا، ابن کثیر نے کہا: عمارت کے لحاظ سے بلند و بالا اور فضا کے اعتبار سے خوب کشادہ اور چوڑا اور تمام کناروں کو بالکل برابر بنایا، پھر اندھیری راتوں میں خوب چمکنے والے ستارے اس میں جڑ دئیے۔(مختصر تفسیر ابن کثیر)

وَاَغْطَشَ لَيْلَہَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىہَا۝۲۹	اور تاریک کردی اس کی رات اور روشن کردیا اس کا دن (29)

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: اور اندھیرا بنادیا اس کی رات کو اور روشن کیا اس کے دن کو.(مختصر تفسیر ابن کثیر)

وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىہَا۝۳۰	اس کے بعد زمین کو (بیضوی شکل میں) صاف بچھادیا (۳۰)

مفسرین کہتے ہیں کہ: یہ قول زمین کے گول ہونے کے منافی نہیں ہے، چونکہ وہ یقینی چیز ہے، حتی کہ امام فخر رازی فرماتے ہیں: زمین شروع میں ایک دائرے کی شکل میں تھی، پھر خدا نے اسے طول دیا اور پھیلایا، اور " دَحٰىہَا"کا معنی صرف پھیلانا نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب ہے زمین کو ہموار اور تیار کیا گھاس اور پودوں کے اگنے اور خوراک کے لیے، آیت "اَخْرَجَ مِنْہَا مَاۗءَہَا وَمَرْعٰىہَا" اس کی دلیل ہے، تمام بڑی چیزیں ہموار اور برابر دکھائی دیں گی۔(تفسیر کبیر:48/31)

" دَحٰىہَا": کسی چیز کو اس طرح حرکت دینا کہ گرتا اور گول گھومتے جیسا ہو، یہ بھی زمین کے کُروی یا بیضوی شکل میں ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین ایسی ہی پیدا کی ہے، تاکہ اس میں وضعی اور عبوری حرکات پیدا ہوجائیں، اسی طرح سورہ نبأ میں ذکر ہوا ہے کہ یہ حالت رات، دن اور چار موسموں کو پیدا کرتی ہے۔

اَخْرَجَ مِنْہَا مَاۗءَہَا وَمَرْعٰىہَا۝۳۱	باھرنکالا اس سے اس کا پانی اورچارہ (۳۱)

یعنی زمین کو خشک نہیں چھوڑا، بلکہ زمین کی ترقی اور نشونما کی تمام ضروریات آپ کے اختیار میں دے دیں، جیسے: پانی، آبادکاری، سرسبز چرا گاہیں چوپایوں کے لیے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا۝۳۲	اورپہاڑوں کومضبوط کھڑا کیا (۳۲)

اور مضبوط میخ کی طرح زمین میں لاکر پھیلایا، تاکہ زمین آرام پکڑے اور اس میں رہنے والے امن و سکون سے رہیں۔

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ۝۳۳	تمہارے اورتمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (۳۳)

تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (ھم نے ان سب کو ترتیب دیاھے، اور ان کو فرمانبردار بنایاھے)، جس ذات نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا، ان کی دوبارہ تخلیق سے عاجز نہیں ہے، بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے مظاہر کو انسانوں کی تخلیق اور ان کی زندگیوں کی ترتیب کو دلیل کے طور پر بیان فرمایا، اس کے بعد اپنی قدرت کے دلائل ان کو موت کے بعد دوبارہ زندہ کرنے اور ان کے حساب اور سزا کو اچھے اسلوب اور واضح انداز میں بیان کیا اور فرمایا:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى۝۳۴	جب بڑا حادثہ برپا ہوگا (قیامت کی سخت اور ناقابل برداشت مصیبت) (۳۴)

جب آئےگا وہ بڑے حادثے کادن (قیامت کا سخت اور ناقابل برداشت دن) ابن عباس رضؓ نے کہا: اس سے مراد قیامت ہے، اور "طَآمَّةُ" اس لیے کہا گیا کہ وہ ہر چیز پر غالب آجائے گی، یہ اپنی ہولناکی کی وجہ سے ہر دوسری مصیبت پر چھا جائے گی۔

سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ"طَآمَّةُ" سے وہ ساعت مرادہے جس وقت جہنمیوں کو "زبانیہ" کے حوالے کیا جائے گا، " الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى" قیامت، دوسری نفخہ ہے، یعنی حشر، سب سے اہم حادثہ ہے، ایسا حادثہ ہے جو ناقابل برداشت ہے، ایک ایسا واقعہ جو انسانی دماغ اور ذہن میں نہیں سماسکتا، جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا، سب سے بڑی مصیبت سب کے لیے نہ کہ خاص لوگوں کے لیے، جب "طَآمَّةُ " آتا ہے، اور جیسا کہ ہم نے کہا "طَآمَّةُ "ایسے واقعے کو کہتے ہیں جو ہر چیز کو گھیر لیتا ہے اور دوسرے حادثوں سے بڑا اور ہولناک ہے، اور اس کی طرح کچھ بھی نہیں ہےنہ عاد کی ہوا اور نہ ثمود کی صیحہ(چیخ) اور نہ "يومِ الظُّلَّة" کا رجفة (سائبان والے دن کا عذاب) اس طرح کہ کوئی بھی اس گھیرے اور دائرے سے باہر نہیں ہے، اور چھا جانے والے اور "کبرٰی"کے قید سے اس کے معنی میں اضافہ کرتا ہے کہ یہ واقعہ دیگر واقعات سے مختلف ہے، چاہے زلزلہ ہونے کے نقطہ نظر سے ہو، کیونکہ یہ زلزلہ دوسرے زلزلوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے برعکس، پوری دنیا کو الٹ دے گا، یا چاہے کبریٰ ہونے کے نقطہ نظر سے ہو جو بڑا اور ناقابل تصور ہے، وہاں تو کام ہاتھ سے نکل چکا ہوگا، اس وقت اس بات کی کوئی قدر و قیمت اور حیثیت نہیں ہوگی کہ انسان غفلت کے نیند سے بیدار ہوجائے۔

يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾	جس دن یاد کریگا انسان اپنی کوشش کو جو اس نے کی تھی (۳۵)

اس لیے کہ اسے یقین ہوگا کہ اب اس سے پوچھ گچھ ہوگی، اور وہ اپنے اعمال کے بارے میں جواب دہ ہوگا، " مَا سَعٰى"دنیا میں خیر اور شر میں سے جو عمل اس نے انجام دیا ہوگا، اعمال کو یاد کرنے کے بارے میں مفسرین کے تین قول ہیں:

(1)جب فرشتے، زمین جسم اور جسم کے تمام اعضا اور سب چیزیں بولنے لگیں گی اور گواہی دیں گی، اس وقت انسان اپنے اعمال کو یاد کرے گا۔

(2)جب انسان کا اعمال نامہ اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا، یاد کرے گا۔

(3)جب رب تعالیٰ کے سامنے حساب و کتاب ہوگا تو اللہ تعالیٰ انسان کو سب چیزوں کی یاد دلادے گا، اور اسے اس کا اعمال نامہ دکھا دیگا، یہ وہ وقت ہوگا جب انسان یاد کرنے کے لائق بنے گا ، غفلت سے جاگے گا، اور اپنے اعمال کے سلسلے میں جو کچھ کیا ہے یاد کرلے گا کہ "مَا سَعٰى" اس نے کیا کیا ہے؟ اور اس کی حرکات و سکنات کس سمت میں تھیں؟

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾	اور دوزخ ظاھر کردی جائے گی دیکھنے والے کیلئے (۳۶)

قیامت کے دن دوزخ کی آگ انسانوں کی آنکھوں کے سامنے لاکر مخلوق کو دکھائی جائے گی، جہنم میں ستر ہزار لگامیں اور کڑے ہوں گے، اور ہر ایک ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے: (يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ، مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا) (مسلم: 2842)

قیامت کے دن جہنم کو اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ستر ہزار رسیاں ہوگی، جن سے اسے چلایا جارہا ہوگا، اور ہر رسی پر ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے، جو اس کے ذریعے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:(تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ القِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ، بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالمُصَوِّرِينَ) (سنن ترمذی: 2574)(و مسند احمد:8430) حکم البانی:صحیح

(c) ketabton.com: The Digital Library

قیامت کے دن آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں، دو سننے والے کان اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بات کر کے کہے گی کہ آج میں تین لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں، ظالم اور جابر شخص پر، اور اس شخص پر جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کی عبادت کرتا تھا، اور تصویر بنانے والوں پر ۔

فَاَمَّا مَنْ طَغٰی﴿۳۷﴾	البتہ جس نے سرکشی ونافرمانی کی ہوگی (۳۷)
وَاٰثَرَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا﴿۳۸﴾	اور دنیا کی زندگی کو (آخرت کے مقابلے میں منتخب کرکے) ترجیح دی ہوگی (۳۸)

ان آیات میں انسان کی سعادت وشقاوت کے اصولوں کا نقشہ نہایت خوبصورت اور نصیحت آموز انداز میں کھینچاگیاھے۔
انسان کی شقاوت وبدبختی کو نافرمانی اور دنیاپرستی کانتیجه، اور اس کی خوشی اورسعادت کو خوفِ خدا کا ثمره؛ اور نفسانی خواهش کا ترک کرنا بتایاگیاہے، نیزتمام انبیاء واولیاء کی تعلیمات کا خلاصہ یہی هے، خواهشات کی پیروی کرنا عقل پر پرده ڈال دیتاہے، اور انسان کے بُرےاعمال کو اس کی نظروں میں مزیّن کردیتاھے، پهچان ا ورتشخیص کے احساس کو جو الله تعالی کی سب سے بڑی نعمت اور انسان وحیوان میں ایک فرق هے ا سے چهین لیتاھے، اور انسان کو خود میں مشغول کردتیاھے ۔

فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی﴿۳۹﴾	(تو پھر جان لے) دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانہ ہے (۳۹)

پهلا جملہ ان کے فاسد عقیدے کی طرف اشاره کرتاھے ، اس لئے که ان کی نافرمانی ان کے تکبر کی وجه سے هے، اور ان کا تکبر الله تعالی کی عدم معرفت کی وجه سے هے، جو کوئی بهی الله تعالی کی عظمت کو پهچانتاہے وه اپنے آپ کو حقیر اور کمزور سمجهتاہے، وه کبهی بهی اپنے قدم عبودیت کے راستے سےباھر نهیں رکھتا ۔
دوسرےجملے میں ان کے فاسد عمل کی طرف اشاره هے، اس لیےکه نافرمانی اور سرکشی کا نتیجه یه نکلتا هے که انسان اس عارضی اور جلد ختم هونے والی دنیا کی آسائشوں اور اس دنیا کی رنگینیوں کو بهت قیمتی سمجهنے لگتاھے اور انهیں هرچیز پر مقدم رکھتا هے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

گویا یہ دونوں (سرکشی اور نتیجہ) ایک دوسرے کے لیے علت اور معلول ھیں۔ عقیدے کا بگاڑاورنافرمانی عمل میں فساد کا ذریعہ اور ناپائیدار دنیا کی زندگی کو ھرچیز پرترجیح دینے کا سبب ہے۔
آخرکار یہ دونوں دوزخ کی جلانے والی آگ ھے تیسرے جملے میں اس کی طرف اشارہ کیاگیاھے، اس کے بعد جنتیوں کے اوصاف کا ذکر دومختصر اورنہایت پُرمعنی جملوں میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ھیں:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰىۙ۴۰	اور جو کوئی ڈرا ھو اپنے رب کے سامنے کھڑے ھونے سے اور روکاھو اپنے نفس کو خواھشات سے (۴۰)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىؕ۴۱	یقینا بھشت ھی اس کا ٹھکانہ ھے (۴۱)

جنت دار السلام یا دار النعیم: بے انتہاء جسمانی ، روحانی اور معنوی نعمتیں، دنیاوی لذتوں سے اعلیٰ لذتیں، جو صالحین اور متقیوں کا ٹھکانہ ہے، اس کےرہنے کی جگہ اور منزل ہوگی، کتنی اچھی اور دلکش جگہ ہے، جہاں بہتے چشمے اور فوارے، لمبے پلنگ، رکھے ہوئے پیالے، پہلو بہ پہلو تکیے، چوڑے بچھے ہوئے قالین، خوبصورت حوریں، نوجوان اور ہم عمر دوستوں کا دیدار ان کو عطا کیا جائے گا۔
روایت ہے کہ جب حضرت بلال ؓ جان کنی کے عالم میں تھے تو بے ہوش ہوگئے، جب ہوش میں آئے تو ان کی بیوی رورہی تھی، بلال نے اس سے کہا:مت رو، کل میں اپنے دوستوں:محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐکے ساتھیوں کا دیدار کروں گا۔

يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَاؕ۴۲	تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ھیں کب واقع ھوگی (۴۲)

مفسرین کہتے ہیں: مشرکین قیامت کی اوصاف اور خبر میں سے صرف:طامہ، صاخّہ، اور قارعہ سنتے تھے، اور پھر طنزیہ انداز میں کہتے تھے: کب خدا اسے لائے گا، اور کب واقع ہوگا؟ تب یہ مبارک آیت نازل ہوئی:

فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَاؕ۴۳	تجھ کو کیا کام اس کے ذکر سے؟ (۴۳)

تو اس سے باخبر نہیں ہے کہ ان کو خبر دے، کیونکہ وہ پوشیدہ رازوں میں سے ہے کہ صرف خدا جانتا ہے، پھر کیوں تجھ سے اصرار کے ساتھ پوچھتے ہیں؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

اِلٰی رَبِّكَ مُنْتَہٰہَا۝۴۴	قیامت کے واقع ہونے کے وقت کی خبرتیرے رب کے پاس ھے (۴۴)

(اور اس کے وقوع سے تیرا رب ہی باخبرہے، تو نہیں)

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰہَا۝۴۵	تم تو ڈرانے والے ہواس کو جو اس سے ڈرتاھے (۴۵)

آپ کا فرض صرف اور صرف ڈرانا اور تنبیہ کرناھے ان لوگوں کو جو قیامت سے ڈرتے ھیں (اورحق تلاش کرنے اور حق کو اپنانے کا جذبہ رکھتے ھیں)لیکن اس کے ظہور کے وقت کی اطلاع دینا تمہارےفرائض میں شامل نہیں ہے۔

كَاَنَّہُمْ يَوْمَ يَرَوْنَہَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِـيَّۃً اَوْ ضُحٰىہَا۝۴۶	جب اس کو دیکھیں گے تو انہیں لگے گا کہ وہ ایک رات یا ایک دن نہیں ٹھھرے تھے (دنیامیں) (۴۶)

جس دن قیامت کا قائم ہونا دیکھیں گے ایسے محسوس کریں گے جیسے ایک شام یا ایک صبح بھی دنیا میں نہیں رہے ۔

ابن کثیر کہتے ہیں: اپنی زندگی کے دورانیے کو بہت ہی مختصر سمجھتے ہیں، ان کے خیال میں وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر ایک رات بھر یا دن بھر۔

اور اس طرح سورہ نازعات "حشر و بعث" کے اثبات کے ساتھ اس کا اختتام کیا جاتا ہے، وہ مضمون جس پر سورت کے شروع میں قسم کھائی گئی تھی، تاکہ شروع اور اختتام ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو۔

ملک الموت کی ذمہ داری

سب سے پہلے یہ سمجھنا چاھیے کہ ملک الموت کی ذمی داری صرف انسانوں اور دوسری مخلوقات جیسے فرشتوں، جنوں، اور جانوروں کی روحوں کو قبض کرناھے، جیساکہ رب تعالی فرماتے ھیں: قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ۝۱۱) (سجده : ۱۱)

یعنی : کهدیجئے: جس فرشتے کو خدا نے تمهاری روحوں اور سانسوں کو قبض کرنے کیلئے مقرر فرمایاھے، (وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تمهاری موجودگی کی جگہ پر آئیں گے، اور) تمهاری روحیں قبض کر لیں گے ۔

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ: پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤگے، پھرتمہارے اعمال کے مطابق تمہیں جزاوسزا ملے گی، اور تم نے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے سے انکار کیاتھا، اب دیکھو اور سوچو خدا تعالی تمہارے ساتھ کیا کریگا! اس آیت مبارکہ سےھمیں یہ پتہ چلتاھے کہ ملک الموت انسانوں کی روح قبض کرنے کیلئے مأمور ھے، لیکن حیوانات کی روحیں کیسے اور کس کی وساطت سے قبض هوں گی ؟ اس بارے میں کوئی صریح حدیث موجود نہیں ھے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

لیکن موضوع روایات اس بارے میں موجود ھیں کہ (آجال البهائم كلها من القمل والبراغيث والجراد والخيل والبغال كلها والبقر وغيرذلک ، آجالها فی التسبيح ، فاذا انقضى تسبيحها قبض الله ارواحها وليس ملک الموت من ذلک شيئ)
ترجمہ:تمام حیوانات جن میں چیونٹی، پسو، ٹڈی ، گھوڑا، خچر ، گائے ، اور دوسرے حیوانات (شامل ھیں) کی موت ان کی تسبیح کی مدت کے ساتھ منسلک ہے، جب بھی ان کی تسبیح کےبیان کرنے کا زمانہ اپنی انتھا کو پہنچا تورب تعالی ان کی روح قبض کریگا.
جبکہ ملک الموت کا اس میں کوئی کردار نہیں ہوگا، لیکن جیسا کہ ھم نے کھا کہ یہ حدیث موضوع ھے علامہ البانی رحمہ اللہ نے السلسلة الضعيفه (188/4) میں اس حدیث کوموضوع کھاھے .
چنانچہ بعض علمانے کھاھے کہ: ملک الموت تمام مخلوقات کی ارواح (انسان وحیوانات) کوقبض کرتا ہے، بعض اھل علم نے کھاکہ اللہ سبحانہ وتعالی خود حیوانات کی ارواح قبض کرتا ہے، نہ کہ موت کے فرشتے .
ملاحظہ کریں: (التذکرہ للقرطبی صفحه (75)، (الفواکه الدوانی: 100/1)
شیخ ابن عثیمین اس مسئلہ پرانسان کو مکلّف نہیں سمجھتے ، اور اس میں بحث کرنے کو بے فائدہ سمجھتےھیں، جیساکہ ان سے حیوانات کی روح قبض کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیاکہ: (آپ کا نظریہ کیاھے؟ اگر آپ سے کھاجائے کہ ملک الموت حیوانات کی روح قبض کرنے پر مأمورھے یا نھیں ، اس کا کیا فائدہ ھے؟ کیا صحابہ کرام نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیاتھا، حالانکہ وہ دوسروں کی بہ نسبت بھت زیادہ سیکھنے اور علم حاصل کرنے میں حریص تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سوالوں کے جواب دینے میں سب زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اورجواب دینا اپنی ذمہ داری سمجھتے تھے، اس کے باوجود صحابہ کرام نے ان سے کبھی بھی ایسا سوال نہیں کیا، جو کچھ رب تعالی اس بارے میں بیان فرماتے ھیں وہ یہ ھے : (قُلْ يَتَوَفَّكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ..) یعنی ملک الموت انسانوں کی روح قبض کرنے پرمأمور ھے، لیکن غیر انسانوں کی ارواح کے بارے میں کچھ بھی ثابت نہیں ھے، اس کا علم صرف اللہ کو ہی ہے .
(لقاء الباب المفتوح: 146/ 11).

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری روز جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی سختیاں آئیں، اور جب اسامہؓ آپ کے پاس آئے تو ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات نہیں کرسکتے تھے، صرف اپنے ھاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے ، پھر اسامہ پر رکھتے تھے، جب اسامہ متوجہ ھوتے تو آپ صلی اللہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

علیه وسلم ان کے کیلئے دعا فرماتے، عائشه رضی الله عنها پیارے پیغمبر کو اپنی آغوش میں لئےھوئے تھیں۔
اس دوران عبدالرحمن بن ابی بکر داخل هوئے اس کے هاتھ میں مسواک تھی، پیارے پیغمبر صلی الله علیه وسلم اس مسواک کودیکھ رهے تھے، حضرت عائشه رضی الله عنها نے پوچھا: مسواک لے لوں آپ کیلئے؟ آپ صلی الله علیه وسلم نے سرکے اشارے سے فرمایا: هاں ، حضرت عایشه رضی الله عنها نے اپنے بھائی سے مسواک لیکر خوب چبھائی اور نرم کرکه آپ کو دے دی ۔
پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے مسواک اپنے منه میں رکھی اور مسواک کرتے هوئے اس جملے کو دوہراتے رہے: (فی الرفیق الاعلی) یعنی: میں پسند کرتاهوں که رفیق اعلی سے ملوں، اور اپنے دست مبارک کو پانی کے برتن میں جو ان کے پاس رکھا هوا تھا ب ڈبو رهے تھے اور اپنے چهره مبارک پرمل رهے تھے، اور فرماتے تھے : (لا اله الاالله ان للموت سکرات) لا اله الا الله ! سکرات موت بهت مشکل هیں.
جیسے هی مسواک کرنے سے فارغ هوئے اپنی انگلی گھرکی چھت کی طرف اٹھائی اور آپ کے لب مبارک حرکت کرنے لگے تو، حضرت عائشه رضی الله عنها توجه کے ساتھ سننے لگیں آپ صلی الله علیه وسلم فرمارہےتھے: (مع الذین انعمت علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین، اللهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی، اللهم الرفیق الاعلی) ۔
(ان لوگوں کے ساتھ جن پرتو نے انعام فرمایاهے: انبیاء صدیقین ، شهدا اور صالحین! یا الله مجھے بخش دے اورمجھے اپنی رحمت میں شامل کر، اور مجھے رفیق اعلی سے ملادے، یا خدایا: رفیق اعلی) .
یہ آخری جملہ تین مرتبه آپ نے دوہرایا، اور آپ کے هاتھ ایک طرف کو گرگئے اور ر فیق اعلٰی سے جا ملے، (إنّا لله وإنّاالیه راجعون)
بخاری کتاب المغازی : (4437 و 4449) اورباب مرض النبی)
دوسری روایت میں هے که فرمایا: (یا الله ! موت کی سختیوں میں میری مدد فرما، (ترمذی : کتاب الجنائز حدیث : 978)
لیکن سکرات موت سے متعلق اوپروالی حدیث میں اشاره هوا که حضرت عائشه رضی الله عنها نے پیارے نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی آخری بات کو آخری دن میں نقل فرمایا کہ آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (لااله الاالله إنّ للموت سکرات) یعنی : لا اله الا الله موت کی بهت سختیاں هیں ۔

ملک الموت کا تیزی سے عمل کرنا:

بهت سے لوگ کبھی کبھی سوچتے هیں که کس طرح ملک الموت ایک وقت میں بہت سارے انسانوں کی روح قبض کرلیتا هے؟

(c) ketabton.com: The Digital Library

سب سے پہلے یه وضاحت کرنا چاهتاهوں که روح فبض کرنے والے فرشتے کیلئے (عزرائیل) نام درست نهیں هے، اس کا اصل نام ملک الموت ہی استعمال کرنا چاہیے، اس لئے که عزرائیل کے نام سے قرآن عظیم اور نبی کریم صلی الله علیه وسلم کی احادیث میں کهیں بهی ذکر نهیں هواهے .
بلکه یه نام اسرائیلیات میں سے لیاگیاهے بهتریه هے که اسے چھوڑ دیاجائے، اور اس کے بجائے "ملک الموت" کا نام استعمال کیاجائے، اس لیئے که یه نام یعنی "ملک الموت" قرآن اور حدیث میں ذکر هواهے.
ثانیًا: خدا تعالی نے جو طاقتور اوربڑے فرشتے پیدا فرمائے هیں جیسے: ملک الموت، جبرئیل، میکائیل ، وغیره ان کو قوت وطاقت وسرعت ان کے کام کے مطابق عطا فرمائی هے .
مجاهد رحمه الله فرماتے هیں:
زمین ایک تهال کی طرح ملک الموت کے سامنے رکھی گئی ہے، اس طرح که جب چاهے کسی بهی روح کو اس میں سےقبض کرلیتاهے، قرآن کریم میں روح کا قبض کرنا کبهی خداتعالی کی طرف بهی منسوب هواهے، جیسے آیت :
(اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا) سورة الزمر: 42).
اور کبهی قبض ارواح کی نسبت فرشتوں کے طرف هوئی هے، جیسے: (الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲) سورة النحل)
وَهُوَالْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝۶۱) الانعام : 61)
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىھُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ) سورة النساء : 97)
اور کبهی قبض روح کی نسبت ملک الموت کی طرف هوئی هے جیسے آیت :
(قل یتوفاکم ملک الموت) سورة السجده : 11)
ان آیات کا یه معنی هے که سب سے پهلے خدا انسانوں کو موت دیتاهے، اور اس کے حکم سے روح جسم سے خارج هوجاتی هے .
ثانیاً : ملک الموت کو ایسے ساتهیوں کی مدد حاصل هے فرشتوں میں سے جو ایک انسان کی موت کےابتدائی مراحل کی تیاری کرتے هیں، اس کے بعد ملک الموت روح کو جسم سے الگ کرتاهے، اور اپنی تحویل میں لیتاهے، پهر اس کو عذاب یا رحمت کے فرشتوں کے سپرد کردیتاهے، یهان تک کہ وہ روحیں عالم برزخ میں قیامت کے دن تک نعیم میں یا عذاب میں رہیں گی .
یهاں یه بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہمیں یہ سوچنے کے بجائے کہ ملک الموت ایک وقت میں بہت ساری ارواح کیسے قبض کرتاہے ، ہمیں سوچنا چاہیے کہ موت کے وقت اعمال کیا ہونے چاہئیں .

(c) ketabton.com: The Digital Library

جنتیوں کے حالات:

جنت والے خوبصورت اوربهترین شکل وصورت کے ساته اپنے باب حضرت آدم علیه السلام کی شکل وصورت میں جنت میں داخل هونگے، اورکوئی شکل وصورت اتنی خوبصورت اور کامل نهیں هے، جس شکل وصورت کے ساته الله تعالی نے ابوالبشر کی تخلیق کی هے، خدانے حضرت آدم کو اپنے هاتهوں سے بنایاهے، اس کی تخلیق کی تکمیل فرماتے هوئے اس کو خوبصورت اندازمیں بنایا؛ چنانچہ جو کوئی بهی جنت میں داخل هو وه آدم کی صورت اور ان کےجسمانی ساخت میں هوگا۔

خدانے آدم کو بهت بلند قد کهجور کے درخت جیسا بنایاتها، جس کا طول ساٹه (60) گزتها، صحیح مسلم میں حضرت ابوهریره رضی الله عنه سے روایت هے که آپ صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: خدانے آدم کو اپنی صورت میں پیدا فرمایاتها، جس کے قد کی لمبائی ساٹه (60) گز تهی؛ لہذا جو شخص بهی جنت میں داخل هوگا تو اس شکل وصورت میں داخل هوگا ، که اس کی لمبائی ساٹه گز هوگی ۔

آدم علیه السلام کی تخلیق کے بعد انسانوں کےقد میں همیشه کمی هوتی رهی هے ۔

(صحیح مسلم : کتاب الجنة ، باب یدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطیر : 2841)۔

جنتیوں کی صورتوں اورچهروں کی خوبصورتیوں میں سے ایک خوبصورتی یه هے که وه نوجوانوں کی طرح بغیر داڑهی کے هونگے، ایسا لگیگا که انهوں نے اپنی آنکهوں میں سرمه لگایا هواہے، اور وه تینتیس ساله (33) بن کر جنت میں داخل هونگے ۔

مسند احمد اور سنن ترمذی میں معاذ بن جبل سے روایت هے که پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے فرمایا : (یدخل اهل الجنة جردًا مردًا کأنهم مکحلون ابناء ثلاث وثلاثین)

اهل جنت اس طرح جنت میں داخل هونگے جیسے مجرد اور بغیر داڑهی کے (بے ریش) ایسے خوبصورت هونگے، جیسے آنکهوں میں سرمه لگائے هوئےهوں، اور 33 سال کےهونگے ، (صحیح مسلم : 7928)

دوزخیوں کی صورتحال:

دوزخ والے بهت هی هولناک شکل وصورت میں موٹا فربه (جن کے حجم کی مقدار کا الله کے علاوه کوئی اندازه نهیں کرسکتا) دوزخ میں داخل هونگے ۔

حضرت ابوهریره سے ایک حدیث مروی هے (مابَینَ منکبی الکافر مسیرة ثلاثة أیام للراکب المسرع) صحیح مسلم : باب الناریدخلها الجبارون (2190/4)

یعنی قیامت کے دن کافر کا جسم اتنا بڑا هوگاکه ایک تیزگهوڑسوار تین دن میں اسکے دونوں شانوں کے بیچ کا فاصلے طے کرسکے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

کافر کے جسم کا حجم اس لئے بڑا ہوگا تاکہ اس کے عذاب میں اضافہ ہو ۔
امام نووی ان احادیث کی تشریح میں فرماتے ھیں:یہ سب اس لئے ھے کہ ان کی اذیت آخری حد کوپہنچ جائے ، یقیناً ان سب پر ایمان لاناواجب ھے، اس لئے کہ رسول صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ھے، (شرح نووی مسلم : 186/17)
ابن کثیر ان احادیث کی تشریح وتوضیح کرتے ھوئے لکھتے ھیں : (لیکون ذلک انکی فی تعذیبهم، واعظم فی تعبهم ولهیبهم، کمال شدید العقاب : (لیذوقوا العذاب) (نهایة: لابن کثیر)
ان کے جسم کی یہ بڑھوتری زیادہ عذاب چکھنے کے لئے ھے، جیساکہ شدید العقاب والی ذات نے فرمایا: تاکہ عذاب کوچکھیں)۔

قیامت کے دن بچوں کی حالت :

شرعی حکم یھی ھے کہ: جو مسلمان بچے سن بلوغت سے پهلے وفات پاچکے ھیں ان کا ٹھکانہ جنت ھوگا ان شاء اللہ ، رب تعالی فرماتے ھیں: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّـتُهُمْ بِـاِيْمَانٍ اَلْحَـقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝۲۱ سورة الطور : 21)
جولوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ان کی پیروی کرتے ھوئے ایمان لائی، جنت میں ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملائیں گے، (تاکہ اپنے بچوں کو اپنی آغوش میں پائیں اور ان سے محبت کا اظھار کرکےفرحت محسوس کریں)، بغیر اس کے کہ ھم ان کے عمل سے بچوں کو دے دیں، یا اس وجہ سے ان کے بچوں کی نیکیوں میں اضافہ کردیں، یا اس واسطے سے ان کے گناھوں کوختم کردیں، کیونکہ ھرشخص اپنے عمل کا گروی ھوگا جو اس نے کیاھے
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آیت: (كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝۳۸) (سورة مدثر: 38)سے مسلمان بچوں کے جنتی ھونے کا استدلال کیا ھے، اس لئے کہ ان بچوں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جس کی ان سے بازپرس ہو ۔
امام بخاری رحمہ اللہ نے اس عنوان کے تحت مستقل باب قائم کیاہے (فضل من مات له ولد فاحتسب) ، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث مندرجہ ذیل تشریح کے ساتھ پیش کی ھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مامن الناس مسلم یتوفی له ثلاث لم یبلغ الحنث الا أدخله الله الجنة بفضل رحمته ایاهم) جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ھوجائیں تو خدا اسے اپنے فضل و رحمت سے جنت میں داخل فرمائیگا۔
امام احمد رحمہ اللہ نے معاویہ بن صریم کی بیٹی خنساء سے بسند صحیح روایت کیا ھے وہ اپنے چچاسے روایت کرتی ہیں ، وہ کھتے ھیں کہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! جنت میں کون جائے گا ؟ آپ نے فرمایا (النبی فی الجنة والشهید فی الجنة ، والمولود فی الجنة) (فتح الباری : 246/3)

(c) ketabton.com: The Digital Library

انبیاء ، شهداء ، نوزائده (نابالغ بچے جنت میں هونگے)، امام مسلم اور امام احمدرحمهماالله اپنی اپنی مسند میں حضرت ابو هریره رضی الله عنه سے روایت کرتے هیں که پیغمبر کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: "صغارهم دعاميص الجنة، يتلقى أحدهم أباه أو قال أبويه، فيأخذ بثوبه او قال بيده كما آخذ أنا بصنفة ثوبک هذا، فلا يتناهى ، أوقال: فلا ينتهي حتى يدخله الله ، إياه الجنة)

مسلمان بچے جنت والوں کے خدمت گار هونگے ، وه بچے اپنے والد یا والده کو دیکھ کر اس کا دامن یا ہاتھ پکڑ لیں گے، جیسا ابھی میں نے تمہارے کپڑے کا کونا پکڑاہے، اس کا نتیجه یه هوگا که الله تعالی اس بچے اور اس کے والدین کو جنت میں داخل کردے گا ۔

قیامت کے دن کفار ومشرکین کے بچوں کی حالت

امام بخاری نے اس عنوان کے تحت (ماقیل فی اولاد المشرکین) باب باندها هے، اور ابن عباس رضی الله عنه کی روایت ذکر کی هے: سُئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اولاد المشركين، فقال: الله اذا خلقهم اعلم بما كانوا عاملين).

مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں آپ صلی الله علیه وسلم سے پوچها گیا تو آپ نے فرمایا: ان کی تخلیق کے وقت ہی الله تعالٰی کو معلوم تها که یه کیا عمل کرینگے۔

حضرت ابوهریرة رضی الله عنہ روایت کرتے هیں که نبی کریم صلی الله علیه وسلم نے فرمایا: (كل مولودٍ يولد على الفطرة ، فأبواه يهوّدانه او ينصرانه او يمجسانه كمثل البهيمة، تنتج البهيمة هل فيها جدعًا؟) ۔

هربچه دنیا میں فطرت سالم پرآتاهے، اس کے ماں باپ اسے یهودی ، مسیحی یا مجوسی بناتے هیں، ایک حیوان سے حیوان پیدا هوتاهے، کیا آپ نے ان میں سے کسی حیوان کے بچے کو دیکھا جوکان کٹا پید ہواہو؟ (بخاری کتاب الجنائز ، فتح الباری 3/296)

ابن حجر کے مطابق امام بخاری رحمہ الله ان احادیث کو نقل کرکے اس بات کی طرف اشاره کرتے هیں که وه اس مسئلے میں اپنی ذاتی رائے کا اظهار نهیں کررہے، بلکہ سوره الروم کی تفسیر کے بعد ان کے جنتی هونے کا فیصله کن طور پر اظہار کررہے هیں ، انهوں نے اس باب کی احادیث کو اس طرح ترتیب دیاهے که خود مشرکین کے بچوں کےجنتی هونے پر دلالت کرتی هیں، اس لئے که امام بخاری رحمہ الله نے پہلےدلالت کرنے والی احادیث پرتوقف کیا پھر ان کے جنتی هونے پر جو مرحج احادیث ہیں وه لائے ہیں ، اور آخر میں ایسی احادیث بیان کی هیں، جو ان کے جنتی هونے کو یقینی بناتی هے۔

انهوں نے درج ذیل حدیث بیان کی ہے:

"وأما الوالدان الذين حوله فكل مولود يولد على الفطرة ، فقال بعض المسلمين: واولادالمشركين؟ فقال : واولاد المشركين" اور وه والدین جن کےان کے آس پاس

(c) ketabton.com: The Digital Library

هیں، چنانچه هربچه پاکیزه فطرت کے ساتھ پیدا هوتاهے، مسلمانوں میں سے بعض نے پوچھا: کیا وهاں مشرکوں کی اولاد هیں ؟ فرمایا: جی هاں .
ابن حجر فرماتے هیں: ابویعلی نے جو حدیث انس سے مرفوع سند کے ساتھ روایت کی هے وه حدیث امام بخاری کے موقف کی تأیید کرتی ہے۔
(سألت ربی اللاهین من ذریة البشر ان لایعذ بهم فاعطانیهم) رسول الله صلی الله علیه وسلم فرماتے هیں: میں نے اپنے پروردگارسے دعاکی که مشرکین کے نابالغ بچوں کو عذاب نه دے، پروردگارنے میری دعا قبول کرلی .
(اللاهین) ابن عباس کی تفسیر کے مطابق چھوٹے بچے هیں، اسی طرح مشرکین کے بچوں کی جنتی هونے پر درج ذیل حدیث سے بھی استدلال کیاگیاهے : (اطفال المشرکین خدم اهل الجنة) (سلسلة الاحادیث الصحیحة : 1468)
مشرکین کے بچے اهل جنت کے خدمت کرنے والے هونگے .
یه نظریه که مشرکین کی اولاد جنت میں هوگی بهت سارے علماء کی رائے هے:
جیسے أبی الفرج بن جوزی ،اورامام نووی اس باره میں فرماتے هیں که : وهوالمذهب الصحیح المختار الذی ذهب الیه المحققون لقوله تعالی: (وماكُنّا معذبین حتی نبعث رسولا) اسراء : 15)
جوصحیح اور پسندیده مذهب یا رائے جسےمحققین نے بھی اپنایاهے، وه یه هے که : مشرکین کی اولاد جنت میں داخل هوگی، اس لئے که رب تعالی نے فرمایا ہےکه: جب تک هم کسی قوم میں پیغمبر نهیں بھیجتے ان کو عذاب نهیں کرتے۔

قیامت کے دن دیوانوں کا حال

آخرمیں چاهتاهوں که مجنون اوردیوانے کی حالت کے بارے میں اوران لوگوں کے بارے میں بتادوں جن کو آپ ﷺ کی رسالت نهیں پهنچی ان کے بارے میں کچھ تفصیل بیان کردوں:
شیخ ناصرالدین البانی اپنی کتاب "قرآن کریم کی تفسیر کیسے کریں" میں لکھتے هیں : ان کے ساتھ قیامت کو خصوصی برتاؤ هوگا، وه اس طرح که الله تعالی ایک رسول ان کی طرف بھیجدیگا تاکه ان کو آزمائے، جیساکه لوگ دنیا کی زندگی میں آزمائے جاتے هیں۔
چنانچه جس نے قیامت کے میدان میں اسے قبول کیا، اور فرمانبردار بنا، اسے جنت میں بھیج دیا جائیگا، اور جس نے نافرمانی کی اور قبول نهیں کیا وه دوزخ میں جائیگا.(سلسلة الاحادیث الصحیحة : 24689)

اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے:

(اربعة یحتجون یوم القیامة ، رجل أصم لایسمع، ورجلٌ هرم، ورجل أحمق ، ورجل مات فی الفترة ، وفیه : فیأخذ مواثیقهم لیطیعنه فیرسل إلیهم رسول أن ادخلوا

(c) ketabton.com: The Digital Library

النار، فوالذی نفسی بیده لودخلوها لکانت علیهم بردًا وسلاماً " ثم رواه عن أبی هریرة وقال فی آخره: فمن دخلها کانت علیه بردًا وسلامًا، ومن لم یدخلها رد الیها" (مسندامام احمد، صحیح جامع الصغیر البانی)

قیامت میں چار آدمیوں کی حالت:

(1) بھرا جو نہیں سنتا (2) بوڑھا آدمی ، (4) اور بے وقوف آدمی ، جس آدمی کی عقل نہ ہو احمق (4) اور وہ جو فترہ میں فوت ہوا (اللہ کے پیغمبروں کی دعوت ورسالت سے بے خبر ہو دعوت نہ پہنچی ہو یا دو پیغمبروں کے درمیان کے وقفے میں تھا کہ جب کسی نبی کی دعوت اور دین نہیں تھا)

اللہ ان سے اپنی اطاعت کا عھد لے گا، ان کے پاس ایک قاصد بھیج دیگا وہ قاصد ان سے کہے گا آگ میں داخل ھوجاؤ، قسم ھے اس ذات کی جس کے ھاتھ میں میری جان ہے ، اگر اس میں داخل ھوجائیں تو ان کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی والی ھوگی، پھراسے ابو ھریرہ سے روایت کرتےھیں ، اور حدیث کے آخرمیں کھتے ھیں کہ : جوبھی اس آگ میں داخل ھوگا وہ اس کیلئے ٹھنڈی اور سلامتی والی بن جائے گی، اور جو داخل نہیں ھوگا، اسے جہنم میں داخل کردیاجائےگا۔

محمد بن یحی اور بزار نے عطیہ العوفی کے ذریعے ابوسعید خدری سے روایت کیا ھے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (الهالک فی الفترة والمعتوه والمولود یقول الهالک فی الفترة لم یأتنی کتاب، ویقول المعتوه: رب لم تجعل لی عقلاً اعقل به خیرًا ولاشرًا ویقول المولود: رب لم أدرک العقل ، فترفع لهم نار فیقال لهم: ردوها، قال : فیردها من کان فی علم الله سعیدًا لو أدرک العمل ، ویمسک عنها من کان فی علم الله شقیًا لوأدرک العمل فیقول إیای عصیتم، فکیف لو أن رسلی أتتکم وفی روایة البزار: فکیف برسلی بالغیب قال البزار لایعرف إلا من طریق علطیة عنه) .

ترجمہ: جوحالت فترہ میں وفات پاجائے یا پاگل اور نومولود:

پھلا کہے گا : کہ دعوت ورسالت مجھ تک نہیں پھنچی، کوئی پیغام مجھے نہیں ملا۔

اور پاگل کھے گا: اے پروردگار ! مجھے تونےعقل کے زیور سے آراستہ نہیں کیا تھا کہ میں اس کے ذریعے برائی اور بھلائی کو سمجھتا۔

اور نومولود کھے گا: اے میرے رب ! میں عقل نہیں رکھتاتھا، نا سمجھ تھا ۔

پھر ان کے لیے آگ تیارکی جائے گی، اور ان سے کھاجائیگا کہ اس میں داخل ھوجاؤ،

اس آگ میں وہ شخص داخل ھوجائے گا جو اللہ کےعلم میں نیک عمل کر نے والا تھا ، اگر اسےعمل کا موقع ملاھوتا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور وه شخص اس سے رک جائے گا جو الله کے علم میں بدبخت اور برے عمل کرنے والا تھا ، اگر اسے عمل کا موقع ملا هوتا۔
پهر الله تعالی فرمائے گا تم نے میری نافرمانی کی ، تو اگر میرے رسول تمهارے پاس آتے   تو تم اس وقت کیا کرتے ؟ حالانکہ وه میرے بارے میں بالغیب تباتے ، (جبکہ میں سامنے ہوں اور تم نے میری بات نہیں مانی) بزار کهتے هیں یه حدیث صرف عطیه کی سند سے هے، کسی اور روایت سے مذکور نهیں هے -

صدق الله العظیم وصدق رسوله الکریم

ترجمه وتفسیر   «سورة النازعات»

تتبع ونگارش: امین الدین « سعیـدی - سعید افغانی »
مدیر مرکز مطالعات ستراتـیـژیکی افغان
ومسؤل مرکزفرهنگی د حق لاره- جرمنی
ادرس   :saidafghani@hotmail.com

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library